ڈاکٹر فضیلت بانو
ایسوسی ایٹ پروفیسر منہاج یونیورسٹی لاہور

Dr. Fazeelat Bano
Associate Professor, Minhaj University, Lahore

مائیکرو فکشن: صنف جدید میں ایک خوشگوار تجربہ

Micro-Fiction: A delightful Experience in Modern Genre

Abstract: Introducing a new genre in Urdu literature is not only a pleasant experience but also a pleasant surprise. Adopting a positive change in any area of life is a step that should be embraced with enthusiasm. In today's fast-paced and technological era, every work and thing has taken a short but comprehensive form, similarly, the discovery of a new innovation and the existence of a genre in Urdu literature is not a matter of surprise. Despite the rapid pace of time and the crowd of busyness, there is a tendency and dedication to reading in the reader. Like other fields, literature is convinced of innovation and diverse feelings. In this article, I have covered all the aspects of this new genre.

Key Words: Genre, Micro fiction, Linguistic, technique, innovation

ایسا اندازِ تحریر جو مختصر الفاظ میں اپنی ساخت اور ہیئت کو برقرار رکھتے ہوئے ایک مکمل خیال، ایک مکمل کہانی اور کرداروں کی مکمل تفہیم کو واضح کرے، ہر جملے اور مکالمے میں احساس و خیالات کا دلکش اور سحر انگیز عنصر موجود ہو اور قاری اس مختصر مرکزی خیال کی ترسیل سے اپنے ذہن میں ایک مکمل تصویر بنالے تو اسے ہم مائیکروف یا مائیکرو فکشن کہتے ہیں۔ Micro اور Fiction انگریزی زبان کے دو الفاظ کو مرکب کر کے ایک جدید ادبی صنف کو متعارف کروایا گیا ہے۔ عصر حاضر میں جدید ادب کو جدید تقاضوں کے باعث سائنسی اصولوں پر استوار کرنے کے لیے سائنسی اصطلاحوں کو ادب کا حصہ بنا کر ادب تخلیق کیا جا رہا ہے۔ Micro ایک سائنسی اصطلاح ہے جس کو ادب میں ایک منفرد حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا ہے۔ مائیکرو کے لفظی و لغوی معنی چھوٹا ہونے کے ہیں۔ جو فکشن کے ساتھ مل کر افسانے کے اختصار کے مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔ مائیکرو فکشن کے مفہوم پر روشنی ڈالتے ہوئے جمیل جالبی لکھتے ہیں:

> "Micro" خرد تقلیل مقدار مادے کی نہایت کم مقدار "Fiction" تصوری، خیالی تخیل زاد (خصوصاً کوئی کہانی) من گھڑت، جھوٹ، افسانہ، ناول مختصر کہانی یا ناولٹ کی صورت میں خیالی واقعات کا نثری اظہار، گھڑنے یا خیال آرائی کرنے کا عمل (قانون) یہ مفروضہ کہ جھوٹ کو بھی سچ کے طور پر قبول کیا جا سکتا ہے (۱)

اردو ادب میں ایک نئی صنف کا متعارف کروایا جانا ایک خوشگوار تجربہ ہی نہیں ایک خوشگوار حیرت بھی ہے۔ کسی بھی شعبہ حیات میں مثبت تبدیلی کو اپنایا جانا ایک ایسا قدم ہے جسے حوصلہ افزائی سے قبول کر لینا چاہیے۔ آج کے تیز رفتار اور ٹیکنالوجیکل دور میں ہر کام اور چیز مختصر مگر جامع شکل

اختیار کر چکی ہے، ایسے ہی اردو ادب میں بھی کسی نئی اختراع اور نئی صنف کے وجود کی دریافت کسی اچھنبے کی بات نہیں۔ وقت کی تیز رفتاری اور مصروفیات کے ہجوم کے باوجود بھی قاری میں پڑھنے کا رجحان اور لگن موجود ہے، دیگر شعبوں کی طرح ادب بھی جدت اور متنوع احساسات کا قائل ہے، نئے پن کی گنجائش اور ضرورت ہر جگہ اور ہر وقت موجود رہتی ہے۔

مائکروفکشن میں داستان، ناول اور افسانے کی جزئیات مکمل طور پر موجود ہوتی ہیں۔ مائکروفکشن نا صرف دور جدید کی ایک اہم صنف کے طور پر بلکہ ایک پسندیدہ صنف کے طور پر بھی مقبول ہو چکی ہے۔ یہ اپنے اسلوب اور ساخت کے لحاظ سے بھی ایک منفرد صنف ہے۔ مائیکروفکشن بے شمار خصوصیات کی حامل صنف ہے۔ متن کے لحاظ سے اس کی حیثیت جداگانہ ہے۔ اس کا متن نثری نظم کے اختلاط کی طرح ہے اس کی عصری حسیت کے بارے میں سیدہ آیت کہتی ہیں:

"مائکروف ایک ایسی صنف ہے جس میں داستان کا لطف، قصہ گوئی کی چاشنی، افسانے کا فسوں اور ناول کی جزئیات نگاری اور مکالمے سب در آتے ہیں۔ یہ کم لفظوں میں بڑی گہری بات اور گہری فکر سے جوڑتا ہے۔ مائکروف اس وقت ادبا کے لیے لکھنے کا ایسا تخلیقی راستہ ہے جہاں سب خود کو جیتا جاگتا اور تخلیق سے جڑا ہوا پاتے ہیں۔" (۲)

اختصاریہ نویسی مائیکروفکشن کی بنیاد ہے۔ مانگر اگرچہ انگریزی کا لفظ ہے جو اردو ادب میں اختصار کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ اردو ادب میں اختصاریہ نویسی کی روایت بہت قدیم ہے اور یہ روایت ہزارہا برسوں پر محیط ہے۔ یونانی علم وفنون میں اس کی قدیم مثالیں موجود ہیں۔ اسلام سے قبل یونانی فلسفیوں کے ہاں بھی اختصاریہ نویسی کی قدیم روایات ملتی ہیں جن میں سقراط، افلاطون، ارسطو، اسکائی لیس، ہومر، بلائی ٹس، لان جائنس اور ہوریس کے نام اختصاریہ نویسی میں اعلیٰ حیثیت کے حامل اور معروف ہیں۔ انگریزی ادب کی جڑیں یونانی ادب کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ انگریزی ادب میں اختصاریہ کے لیے "ایفورزم" کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ یہ اصطلاح فلسفہ کے اصولوں کو جامعیت کے ساتھ ساتھ اختصاریت کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔ Hugh ایفورزم کے بارے لکھتا ہے:

"اس لفظ کا اولین استعمال بقراط کی کہاوتوں میں ہوا ہے۔ جو کہ بیماری کی علامات، تشخیص، شفایابی اور فن طب سے متعلق تجاویز کا ایک طویل سلسلہ ہے۔"(۳)

یونانی ادب میں مروج اصطلاح "ایفورزم کا آغاز ۱۵۲۰ء سے ۱۵۳۰ء کے دور میں ہوا۔ یہ اصطلاح طویل عرصہ تک اختصاریہ نویسی کے طور پر استعمال ہوتی رہی جو بعد میں انگریزی ادب میں بھی رائج ہو گئی۔ اردو ادب میں ایفورزم کے لیے بلیغیات کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے۔ بلیغیات کے بارے مشفق خواجہ کے حوالے سے حیدر علی لکھتے ہیں:

"مغرب کی روایتی کلاسیکی اصناف ادب سے تو ہم بڑی حد تک واقف ہیں لیکن وہاں جو غیر روایتی اصناف وجود میں آئی ہیں اور ان دنوں مقبول ہیں ان کا ہمیں علم نہیں ہے۔ اگر ہے تو بہت کم اور سرسری ہے۔ ایفورزم ایسی ہی اصناف میں سے ہے۔ انورزم ایک ایسی مختصر اور جامع صنف ادب ہے جو صرف ایک یا دو فقروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کے اردو ترجمہ کے لیے ممتاز محقق محترم مشفق خواجہ صاحب سے رجوع کیا تھا اور انھوں نے اس کے لیے بلیغیات کی اصطلاح تجویز کی تھی۔ میں نے اس اصطلاح کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اردو میں بلیغیات

کے مقبول اور کامیاب ہونے کے روشن امکانات ہیں کیوں کہ اردو والوں کا مزاج ایجاز واختصار سے ہم آہنگ اور غزل و مختصر افسانے کی قابل رشک کامیابی اس پر دال ہے۔" (۴)

اختصار یہ نویسی کی اولین علامتیں یونانی ادب میں ملتی ہیں۔ اس دور کے معروف شاعر ہومر کی نظمیں اختصار یہ کی عمدہ مثالیں ہیں۔ ارسٹوفینز کا تعلق بھی یونان سے ہی تھا۔ اس کی ادبی خدمات میں اختصار یہ نویسی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ ارسٹ فینز ارسطو اور افلاطون کا ہم عصر تھا۔ سقراط ۲۶۹ قبل مسیح ایتھنز میں پیدا ہوا۔ سقراط اپنی فہم و فراست کے لحاظ سے اولین یونانی فلسفی تھا جس نے فلسفہ و فکر کی جدید بنیاد رکھی۔ افلاطون جیسے مدبر فلسفی کا شمار سقراط کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ اختصار یہ کے ضمن میں سقراط کی کئی تحریروں کی مثال دی جاسکتی ہے سقراط کی ایک مختصر تحریر کا ترجمہ سجاد باقر رضوی نے یوں کیا ہے:

"نیکی اور اچھائی زمان و مکان کی تبدیلی سے اپنی صفات اور جوہر تبدیل نہیں کرتی۔ نیکی اور اچھائی ہر جگہ پر ایک مستقل مثبت اثرات کی حامل ہے۔" (۵)

سجاد باقر رضوی نے افلاطون کی ایک مختصر تحریر کا ترجمہ اس طرح پیش کیا ہے:

"اگر کوئی شاعر دیوتاؤں کے متعلق نامناسب الفاظ استعمال کرتا ہے تو ہم اس سے برہم ہو جائیں گے اور ان سب کے مترنم کلمات کی تردید کریں گے۔ ہم معلمین مدرسہ کو اس کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے کہ وہ نوجوان نسل کو ایسی نظریاتی تعلیم دیں۔" (۶)

لان جائنس کا زمانہ افلاطون اور ارسطو کے بعد آتا ہے۔ اس کا نظریہ ترفع اختصار کا منفرد اور عمدہ نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ یونان کے علاوہ روم کا معروف ادیب ہوریس ہے جس نے اختصار نویسی کی عمدہ مثالیں چھوڑی ہیں۔ اس کا ایک نہایت مختصر دیوان ہے۔ اختصار یہ نویسی کی بدولت ہی اس کو لاطینی زبان کا مشہور شاعر مانا جاتا ہے۔

مائکرو فکشن اختصار یہ نویسی کی ایک عمدہ مثال ہے۔ مائیکرو فکشن ہی اصل میں فلیش فکشن ہے۔ ادبی تاریخ کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ فلیش فکشن کا تعلق تمثیلی داستانوں اور قصہ گوئی سے جڑا ہوا ہے۔ اس پس منظر میں مشرقی ادب میں پنچ تنتر، جاتکا کے قصے کو بہ طور مثال دیکھا جاسکتا ہے۔ (Aesop) اور کہانیاں اور مغربی ادب سے ایسوپ انیسویں صدی میں امریکی مصنفین کی تحریروں میں فلیش فکشن کے ابتدائی نقوش ملتے ہیں۔ 1933 میں فلیش فکشن کی پہلی تصنیف منظر عام پر آئی فلیش فکشن کے بارے میں کہا گیا ہے:

"۱۹۲۰ء فلیش فکشن کو مختصر مختصر کہانی" کے نام سے منسوب کیا گیا اور یہ کاسموپولیٹن جریدہ سے وابستہ تھا اور ۱۹۳۰ء کے عشرے میں مطبوعہ منتخب مجموعہ جات کو اکٹھا کیا گیا جن کی مثال امریکی مختصر کہانی ہے۔" (۷)

Colliers Weekly میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فلیش فکشن کے ابتدائی نقوش امریکی جریدے میں ملتے ہیں جس نے ۱۲ ستمبر ۱۹۲۵ء کے شمارے میں فلیش فکشن کی نہایت عمدہ تحریریں شائع کیں۔ سوال یہ ہے کہ فلیش فکشن ہے کیا؟ در حقیقت یہ ایک ایسا انداز تحریر ہے جس میں مختصر

الفاظ میں ادب کی ایک دنیا مقید ہوتی ہے یا یوں کہہ لیں کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا جاتا ہے۔ ابتدا میں فلیش کہانی ۷۵۰ الفاظ پر مشتمل ہوتی تھی مگر عصر حاضر میں ۵۰ سے ۱۵۰۰ الفاظ کی کہانی کو فلیش فکشن کہا جاتا ہے۔ الشرقی فلیش فکشن کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"مختصر کہانیاں جو ۷۵۰ الفاظ پر مشتمل تھیں، ابتدا میں ان کے لیے فلیش فکشن کی اصطلاح استعمال ہوئی۔ تاہم تب سے پچاس الفاظ سے پندرہ سو الفاظ تک کی کہانیاں بھی فلیش فکشن کی صنف کی درجہ بندی میں شامل کی صنف ہے جو شعر اور کی گئی فلیش فکشن ایک بیانیہ کے ملاپ سے ایک کہانی تخلیق کرتی ہے، جو ایک لمحے کے طویل بیانیہ کے سلسے کو ایک فلم یا کھینچی گئی تصاویر کی کہانی کے مترادف رکھتی ہے۔" (۸)

فلیش فکشن کے مخلوط ادبی صنف ہونے کے باوجود اکیسویں صدی میں اس کی مقبولیت بڑھ رہی ہے۔ اس کی مقبولیت کا ایک بڑا سبب انٹرنیٹ ہے۔ اس کا ایک حصہ شاعری اور دوسرا حصہ بیانیہ ہوتا ہے۔ ایک طرح سے اسے نحوی شاعری بھی کہا جا سکتا ہے۔ درحقیقت اس انداز تحریر میں ابہام پر مبنی کہانیاں لکھی جاتی ہیں فلیش فکشن اپنے اختصار یا انداز کے باوجود اپنے اندر وسعت رکھتا ہے فلیش فکشن کی کئی اقسام ہیں مائیکروفکشن بھی درحقیقت فلیش فکشن کا ایک ذیلی شعبہ ہے۔ فلیش فکشن اور مائیکروفکشن کے حوالے سے فارس مغل لکھتے ہیں:

"مائیکروفکشن فلیش فکشن کی ذیلی شاخ ہے اگر فلیش فکشن میں ۳۰۰ سے ۱۰۰۰ الفاظ تک کہانی بیان کرنے کی گنجائش موجود ہوتی ہے تو مائیکروفکشن میں قلم کار کی موجود ہے تو قلم کار ۳۰۰ الفاظ سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ مائیکروفکشن میں تمہید نہیں باندھی جا سکتی کم سے کم الفاظ میں قاری کو متاثر کرنا مقصد ہوتا ہے۔ غیر ضروری الفاظ سے اجتناب ہی مائیکروفکشن کی ضمانت ہے۔" (۹)

مائیکروفکشن ۱۳۰ الفاظ سے ۲۰۰ الفاظ تک مبنی تحریر کو کہا جاتا ہے۔ ۱۹۵۰ سے ۱۹۶۰ کی دہائیوں میں مائیکروفکشن کی ہیئت میں فکشن کے مترادف ایک ہسپانوی لفظ Jorge Luis Borges نے مختلف الانواع تجربات کئے گئے۔ ۱۹۵۹ء میں مائیکروفکشن پر مبنی معروف تصنیف منظر عام پر آئی۔ Robert Coover کی تصنیف "Seven Exemplary Fiction" کی کہانیوں نے فکشن کی دنیا میں مائیکروفکشن کے در وا کر دیئے تھا۔ ۱۹۷۰ء اور ۱۹۸۰ء کے دوران مختصر داستان اور مختصر کہانی کو مائیکروفکشن کے انداز اور طرز میں ہی لکھا گیا۔ ان میں برطانوی، امریکی اور آئرش مصنفین کے نام قابل ذکر ہیں۔ جنھوں نے مائیکروفکشن کے فروغ میں خاطر خواہ خدمات انجام دیں۔ عصر حاضر میں مائیکروفکشن ایک معروف صنف کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ مغربی ادب کے بعد اردو ادب میں بھی ۹۰ء کے عشرے کے بعد مائیکروفکشن پر تحقیقی کام کا آغاز ہوا۔ یہ صنف انگریزی ادب سے اردو ادب میں متعارف ہوئی۔ اس کے بارے میں آنند لکھتے ہیں:

"مائیکروفکشن یعنی مختصر ترین افسانہ اردو ادب میں انگریزی سے براہ راست اقرار باللسان کی طرح قبول کی گئی ایک ایسی اصطلاح ہے جس کی اشد ضرورت تھی۔ "افسانچہ یا" پوپ افسانہ اس کے لئے موزوں عنوان نہیں تھا۔ ضرورت محسوس کی گئی کہ طوالت میں مختصر ترین تحریر میں وہ جامع خوبیاں برقرار رکھتے ہوئے جن پر طویل افسانوں کا تکیہ تھا اسے اس طرح پیش کیا جائے کہ نہ تو قاری آخر میں تشنگی محسوس کرے اور نہ ہی اس کا وقت کا ضیاع ہو۔" (۱۰)

اردو میں مائیکرو فکشن کے آغاز سے جڑے ایک واقعہ کا بیان دلچسپی سے خالی نہیں، ایک پاکستانی لکھاری ساؤتھ افریقہ میں ایک ادبی کانفرنس میں شریک ہوا تو اس سے انگریز اور سیاہ فام ادبا نے سوال کیا کہ اردو میں کن اصناف میں لکھا جاتا ہے اور کون سی اصناف معروف ہیں؟ تو اس نے ناول، ناولٹ اور افسانہ کا نام لیا تو وہ بولے کہ یہ سب اصناف تو اردو ادب نے انگریزی ادب سے مستعار لی ہیں۔ اردو ادب کی کوئی ذاتی صنف بتائیے تو پاکستانی ادیب نے پریشان ہو کر غزل کا نام لیا تو اردو ادب کی کسی حد تک ترجمانی ہو گئی۔ حالانکہ وہ صاحب جانتے تھے کہ غزل بھی اردو کی اپنی صنف نہیں ہے۔ اس پاکستانی ادیب کا نام سید تحسین گیلانی تھا پھر اس نے یہ عہد کیا کہ وہ اردو ادب میں ایک منفرد صنف کو متعارف کروانے کی کوشش کرے گا۔ اس کی کوششیں کسی حد تک بار آور ثابت ہوئیں اس سلسلے میں تحسین گیلانی کہتے ہیں:

"مجھے اس بات نے جھنجھوڑا کہ واقعی ان کا سوال پوچھنے والا تھا کہ ہم نے اردو ادب کو کیا دیا ہے؟ تو میں نے مائیکرو فکشن پر تحقیقی کام کا آغاز کیا اور بطور طالب علم ایک سوال ادبی دوستوں کے سامنے رکھا، میں سمجھتا ہوں مائیکرو فکشن میں جزئیات نگاری کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ کیوں کہ وہاں لفظوں سے قاری کو سارا منظر نامہ دکھانا ہوتا ہے۔ لکھتے لکھے۔ قلم کار مائکرو فکشن کی جسامت کو تو بھانپ گئے اور ان کا قلم خود بخود طے کرتا گیا کہ اس کا حجم کیا ہو، موضوع کے اعتبار سے لفظوں کی تعداد ۲۰۰ تک جا سکتی ہے۔(۱۱)

انہماک کے پلیٹ فارم سے مائیکرو فکشن پر حقیقی کام کا آغاز کیا گیا۔ سید تحسین گیلانی نے اس نئے پن کا پودا پہلے پہل سوشل میڈیا پر لگایا جس کا نام انھوں نے انہماک انٹرنیشنل فورم و جریدہ رکھا پھر آہستہ آہستہ پوری دنیا کے ادبا ان کی اس جدیدیت کا حصہ بن گئے یہ پودا اس وقت بڑھتا اور نشو و نما پاتا ہوا نظر آنے لگا جب ۲۷ نومبر ۱۹۱۵ میں انھوں نے اپنے آبائی شہر بورے والا میں پہلی مائیکرو فکشن کانفرنس کا انعقاد کیا، جس میں قومی سطح پر ادیبوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی جن کے مقالہ جات مشوروں اور آراء نے اس نوخیز صنف کے لیے فرٹیلائزیشن کا کام کیا۔

اب یہ صنف اردو ادب کا باقاعدہ حصہ بن چکی ہے۔ مائیکرو فکشن کی ایک متعین صورت نہیں ہوتی بلکہ معنی معلوم کی ایک ایسی تقسیم بھی ہوتی ہے جو مصنف اور قاری کو اپنی طور پر ایک مرکز پہ لے آتی ہے۔ مائیکرو فکشن منی اسٹوری اور فلیش فکشن سے جدا اپنا ایک الگ انداز اور اپنا سٹائل رکھتی ہے اسی لیے اردو ادب میں ایک نئی صنف کی حیثیت رکھنے کے باوجود اپنی ایک الگ شناخت اور کروفر کے ساتھ داخل ہوئی ہے:

ایک ناقد یا ادب کا طالب علم یا تھیورسٹ جب ادب کا تجزیہ کرنا چاہے تو اسے ادبی روایت سے اچھی طرح آگاہ ہونا ضروری ہے تا کہ وہ مختلف ادوار میں پیش کیے گئے ادب اور ان کی بنیادوں کو اچھی طرح سمجھ بوجھ کر ان میں مماثلت اور متغیرات کو سمجھ سکے اور ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ (۱۲)

مائیکرو فکشن ایک انگریزی اصطلاح اور انگریزی صنف ہے۔ اردو کی خوبصورتی اور حسن یہ ہے کہ یہ دوسری زبانوں کے الفاظ کو اپنے وسیع دامن میں بڑی فراخ دلی سے ضم کر لیتی ہے۔ البتہ فکشن اب اردو میں بھی روانی سے استعمال کیا جاتا ہے۔ مائیکرو فکشن کو ایک ایسا بیانیہ قرار دیا گیا ہے جس میں افسانے، ڈرامے، مکالمے اور نظم کے سارے رنگ یکجا ملتے ہیں۔ ہم اسے ان ساری اصناف کا مختصر مجموعہ یا مرکب بھی کہہ سکتے ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ انداز ایسا ہو کہ ہر لفظ اور جملہ اپنے اندر ایک کہانی بھی رکھتا ہو۔

اس صنف کی خوبصورتی اور دل آویزی ہی ہے کہ ادباء نے نہ صرف اسے ادب میں خوش آمدید کہا بلکہ اس میں طبع آزمائی کی مثالیں بھی قائم کیں اور اس کی اہمیت پر بھی زور دیا۔ اس صنف کو نہ صرف اردو ادب بلکہ ہم عالمی ادب میں بھی ایک تازہ ہوا کا جھونکا قرار دے سکتے ہیں۔

اب یہ اردو ادب سے وابستہ ادباء کی اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے قدم مضبوط کریں کیونکہ یہ صنف تیزی سے اردو ادب میں اپنا مقام بنا رہی ہے۔ اب مائیکرو فکشن معروف انگریزی رائٹر ورجینیا وولف کا ایک سوال نہیں رہا جس نے کبھی ادبی حلقوں میں کہرام مچایا تھا بلکہ اس کے نظریے سے ہٹ کر یہ اردو ادب کی اپنی ایک صنف ہے۔ کچھ لوگوں نے اس صنف کے نام یا عنوان پر بھی سوال اٹھایا ہے کہ صنف اپنی ہے تو نام کیوں غیروں کا۔ سید تحسین گیلانی نے اس کا بڑا خوبصورت اور جامع جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

> میں نے تحقیقی کام میں اس پر غور جاری رکھا اور بالخصوص نام کے حوالے سے بار بار ادباء کی رائے کی، ان مکالموں میں بہت سے نام سامنے آئے۔ دنیا بھر کے ادباء نے بہت سے ناموں کی تجویز دی مباحث ہوتے رہے کسی نے خرد افسانہ کہا کسی نے مفسانہ کہا کسی نے فکشن، آخر کار کراچی سے ہمارے ایک محترم دوست شفقت محمود صاحب نے مائیکروف" کی اصطلاح کو استعمال کرنا شروع کیا۔ میں نے دیکھا کہ ادباء کی ایک کثیر تعداد نے اس مائیکروف کو معتبر حیثیت دی اور خود بخود یہ نام مستعمل ہوتا گیا اور اسے قبولیت کی سند ملی، یوں نام کا قضیہ ختم ہوا (۱۳)۔

نام جس طرح کسی شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے اسی طرح کسی صنف سخن کے لیے بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ مائیکروف کے انگریزی نام کی وضاحت کرتے ہوئے تحسین گیلانی مزید لکھتے ہیں:

> اردو زبان نے بہت سی زبانوں کے الفاظ کو خود میں سمویا ہے اور یہ اس کی طاقت ہے کہ ناول، ناولٹ، اور کئی اصناف نے جیسے ہائیکو جاپانی شعری صنف نے بھی اردو میں جگہ پائی فلیش فکشن پہلے ہی رائج ہے سوشل میڈیا پر اردو افسانہ فورم پر اس کے حوالے سے بھرپور نشست ہوئی اور محترم ادباء نے فلیش فکشن کے حوالے سے کامیاب فلیش فکشن بھی لکھے اور وہاں بھرپور مکالمہ بھی ہوا۔ یہ ایک اچھی روایت ہے کہ دیگر زبانوں کے ادب سے گلے ملا جائے اور قدامت پسندی سے ہاتھ چھڑایا جائے۔ (۱۴)

سید تحسین گیلانی کے اس وضاحتی بیان کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ نئی صنف پیدا تحسین گیلانی صاحب کی کوششوں سے ہوئی اور اس کا نام جناب شفقت محمود صاحب نے رکھا۔ اس کے بعد اگلا مرحلہ اس صنف کی ساخت اور ہیئت کا آتا ہے یہاں بھی بقول تحسین صاحب:

> اسے خاصی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔" (۱۵)

اور کچھ ایسے ہی حالات سامنے آئے جیسے کبھی وزیر آغا کے ہاں انشائیہ کے ابتدائی دور میں دیکھنے میں آئے تھے۔ وہی انشائیہ جو بھی کسی کو ہضم کرنا مشکل تھا آج اس پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالے لکھے جا رہے ہیں۔ ایک دن آئے گا اختصاریہ نویسی کی طرح مائیکروف پر بھی چھوٹے بڑے تمام ادیب کام کرنا باعث فخر سمجھیں گے۔

"یہ درست ہے کہ یکسر نئے موضوع کی تلاش و ایجاد ایک مشکل امر ہے لیکن ناممکن نہیں
دوسرے، موضوع اگر یکسر نیا نہ ہو تو بھی اس میں نئے پن کا احساس جیسے پرانے موضوعات
کی پرانے پیدا کیا جاسکتا ہے
موضوعات کوئی صورتحال کے تحت برتنا، نئے کردار اور زاویے جوڑنا، پرانے موضوع کو نئ
نسل کی نظر سے دیکھنا اور پرانے موضوع کو نئی تکنیک، نئے اسلوب سے مزین کرنا وغیرہ
(۱۶)

مائیکروف اب جدید دور کی ایک اہم ضرورت اور تقاضا ہے اگرچہ اس میں تحقیق کے کئی مراحل ابھی باقی ہیں جس میں سب سے اہم اس کی ساخت، ہیئت اور اس کا تخلیقی بیانیہ ہے۔ کم لفظوں اور مکمل طور پر بڑی اور گہری بات کہنا جس میں داستان، افسانے، کہانی اور ڈرامے کی جزئیات نگاری بھی ہو، مکالمے اور واقعات بھی ہوں اور وہ ایسا تخلیقی شاہکار بھی ہو جو کسی لحاظ سے بھی دلچسپی سے خالی نہ ہو اور مختصر ہونے کے کثیر المعانی اور زرخیز الفاظ تشبیہیں اور استعارے مختصر تحریروں کے مددگار ثابت ہوتے ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ علامت نگاری بھی مائیکروف کے خدوخال سنوارتی ہے اور اس کے معانی کی دنیا آباد کرتی ہے۔

مائیکروف میں ایک اہم چیز اس کے عنوان یا موضوع کا تعین کرنا بھی ہوتا ہے کیونکہ افسانہ یا کہانی میں عنوان کا تعلق اکثر اوقات کہانی کے پلاٹ یا واقعاتی ترتیب سے نہیں ہوتا بلکہ مصنف کی اپنی اختراع بھی ہو سکتا ہے اور کسی واقعہ سے جذباتی وابستگی بھی۔ اس کے برعکس مائیکروف میں عنوان یا موضوع تحریر کے خیال یا تصور کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔ مثلاً جنت کا لفظ بولیں تو جنت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو ہمیں ان دیکھی دنیا میں نہ لے جاتا ہو یا جیسے لفظ آسمان تمام آفاقی وسعتوں کا حامل ہے۔ زمین کا لفظ کائنات کی اتھاہ گہرائیوں تک رسائی دیتا ہے غرضیکہ موضوع کے اندر پورا مائیکروف موجود ہوتا ہے:

رد تشکیل کا مفصل مطالعہ کرنے سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ اس کے دو پہلو خصوصی
اہمیت کے حامل ہیں۔ سب سے پہلے تو اس پہلو پر دھیان دینا ہو گا کہ وہ کون سے اسرار و رموز
ہیں جن کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک نقاد منہدم کرتا ہے جس تخلیق کار نے اپنے فکر و فن کی
اساس بنایا اور تخلیقی عمل کا قصر اپنی ناقدانہ بصیرت کے اعجاز سے تخلیق کار کے متعین کردہ اس
تمام نظام اقدار کو عالی شان تعمیر کیا۔(۱۷)

پاکستان اور دنیا بھر کے بے شمار رسائل اور جرائد میں مائیکروف لکھے جارہے ہیں گو یہ اپنی ساخت اور ہیئت کے اعتبار سے مختلف جگہوں پہ مختلف قدو قامت رکھتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے کہ یہ صنف بالکل پردہ غائب میں پل رہی ہے بلکہ ادباءاس نئی صنف کی آمد سے خوش بھی ہیں اور اس کے مستقبل سے پر امید بھی:

> میں نے دو سال پہلے سوشل میڈیا پر انہماک فورم میں افسانچے اور مائیکرو فکشن افتراق کے حوالے سے سوال اٹھایا توسب سے پہلے ستیہ پال آنند کی جانب سے مائیکرو فکشن کے خدوخال کی وضاحت کی گئی، یوں عالمی ادب میں ایک نئی بحث کا آغاز ہوا اور محترم ادباء نے اس صنف کی طرف توجہ دی، آغاز میں کئی دوستوں نے اپنے مزاحمتی مضامین بھی لکھے لیکن آہستہ آہستہ میرا موقف سمجھتے گئے اور یوں ہم نے مل بیٹھ کر مکالمے کے ذریعے اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کی جس کے خاطر خواہ نتائج حاصل ہوئے۔ دنیا بھر سے مصنفین نے تجرباتی مائیکرو فکشن لکھے اور اس صنف میں اپنا حصہ ڈالا۔ (۱۸)

مائیکرو فکشن اردو ادب میں ایک تازہ ہوا کے جھونکے کی طرح ہے جو اپنے اسلوب اور تکنیک کے لحاظ سے ایک لسانی تجربہ بھی ہے۔ ادب میں ایسے تجربات ہر دور میں کیے جاتے رہے ہیں ہر صنف اپنے ظاہر اور باطن میں کوئی نہ کوئی بدیسی لبادہ اوڑھے ہوئے ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ بدلاؤ ہی بہتر اقدار کی اساس ہے۔ بقول فرخ ندیم:

> اب زمانہ بدل گیا ہے، حقیقت پسندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان جانوروں سے اس لیے بھی مختلف ہے کہ انسان نہ صرف زبان بولتا ہے بلکہ لسانی تجربات بھی کرتا ہے۔(۱۹)

حوالہ جات

۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر۔ قومی انگریزی لغت۔ اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۲ء۔ ص۷۳۸

۲۔ سیدہ آیت، مائیکرو فکشن کی بات، مشمولہ، زمزمہ ادراک از گلِ ارباب، لاہور: انہماک انٹرنیشنل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴۔ ص ۱۳، ۱۵

۳۔H.Chishlom, Encyclopedia Britannica / Aphorism. 1911

۴۔ حیدر علی ملک۔ ادبی مراکز مطبوعہ، کراچی: روزنامہ "جسارت" ۱۹۸۴ء۔ ص ۶

۵۔ سجاد باقر رضوی۔ مغرب کے تنقیدی اصول، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۵، ص ۸۴

۶۔ ایضاً۔ ص ۸۵

۷۔Lima, M.A, Everythig is a story, 15th International Conference on the short story in English University of Lisbon, Potrugal. 27th June 2018 to 30th June 2018. P 23

۸۔Laila Al- Sharqi & Irum Saeed Abbasi, I.S, Flash fiction; A unique writer-reader partnership; Studies in Literature and Language. Volume 11, Issue 01, 2015. pg 52-56

۹۔Botha, Marc Microfiction, Chapter 14; The Cambridge companion to the English shrt Stories, 1st June 2016, Cambridge University Press (2016) pg 6

۱۰۔ستیہ پال آنند۔مائیکرو فکشن ایک نوٹ، لاہور: مطبوعہ ندائے گل، ۲۰۱۶ء۔ص ا

۱۱۔سید تحسین گیلانی۔ذکر مائیکرو فکشن (مائکروف) کا، لاہور: مطبوعہ، ماہنامہ، ندائے گل۔ص ا

۱۲۔عاکف محمود۔بیری ماڈرن، ماڈرن اور پوسٹ ماڈرنٹی، مشمولہ، انہماک انٹرنیشنل جریدہ ا، مارچ ۲۰۱۸ء ص ۴۴

۱۳۔سید تحسین گیلانی، انہماک انٹرنیشنل جریدہ۔ص ۲۱

۱۴۔ایضاً

۱۵۔ایضاً

۱۶۔ارشاد عبدالحمید۔جدید فکشن: جدید تقاضے، مشمولہ انہماک انٹرنیشنل۔ص ۴۲

۱۷۔سید تحسین گیلانی۔ذکر مائکرو فکشن (مائکروف) کا، مشمولہ، ماہنامہ ندائے گل۔ص ۸

۱۸۔احمد سہیل۔دریدا اور رد تشکیل اور مارکسزم ایک مختصر فکری اور انتقادی مخاطبہ، مشمولہ انہماک انٹرنیشنل۔ص ۳۸

۱۹۔فرخ ندیم۔جدید فیبل تکنیک ایک نوٹ، مشمولہ، انہماک انٹرنیشنل جریدہ۔ص ۳۹